© rasailojaraid.com

کشاف اصطلاحاتِ الفنون اور اس کا مصنف

مفتی محمد مشتاق تجاروی

نام و نسبت: محمد اعلی نام ہے(۱) عہدہ قضاء پر فائز رہنے کی وجہ سے قاضی نام کا جز بن گیا۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے قاضی محمد بن اعلی بن محمد حامد بن مولانا محمد صابر جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔

ولادت: قاضی محمد اعلی کی ولادت دہلی سے تقریباً ۱۲ کلومیٹر کی دوری پر واقع اپنے آبائی وطن تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر۔ یوپی) میں (۱۱۲۰ھ/ ۱۷۰۸ء) میں ہوئی (۲)

تعلیم: قاضی محمد اعلی کے احوال و کوائف پردۂ خفا میں ہیں۔ ان کی زندگی کے بارے میں بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔ ان کی تعلیم کے سلسلے میں خود انہیں کی ایک تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی علوم تفسیر، حدیث، فقہ، دینیات اور عربی کی تعلیم اپنے والد ماجد علی بن محمد حامد سے حاصل کی اور بقیہ علوم عقلیہ، فلسفہ، منطق، طبعیات، ریاضیات، ہندسہ اور ہیئت وغیرہ شوق و لگن اور فطری ذکاوت و ذہانت کی بنا پر ذاتی محنت سے حاصل کیے۔ لکھا ہے:

> ''جب میں اپنے والد ماجد سے علوم عربی کی تحصیل سے فارغ ہوا تو فلسفہ اور طبعیاتی علوم جیسے حکمت، طبعیات، الٰہیات، ریاضیات علم الحساب، ہندسہ، ہیئت اور اسطرلاب وغیرہ کے حصول کا ارادہ کیا لیکن ان فنون کے اساتذہ مجھے نہ مل سکے تو میں ایک عرصے تک ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے علوم میرے اوپر کھول دیے'' (۳)

عہدۂ قضا: قاضی محمد اعلی تھانوی ۱۱۵۶ھ سے قبل تھانہ بھون کے قاضی غلام محی الدین کے نائب مقرر ہوئے (۴) اور ان کی وفات کے بعد اواخر ۱۱۶۵ھ یا اوائل ۱۱۶۶ھ میں قاضی بنائے گئے اور اس عہدہ پر کامل ۲۵ سال کام کرتے رہے۔ اپنے دوران ملازمت فقہ کا مطالعہ، فتوی نویسی کا شغف اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان کے فتاوی اور فیصلے ہنوز کاندھلہ میں موجود ہیں۔ ان کی دو مہریں بھی موجود ہیں (۵) جن میں سے ایک پر: خادم شرف والا قاضی محمد اعلی سنہ ۱۱۶۶ھ۔ اور دوسری پر قاضی محمد اعلی ۱۱۷۰ھ درج ہے۔

استغنا: قاضی محمد اعلی کے مزاج کی ایک خصوصیت سب سے نمایاں ہے اور وہ ہے ان کا استغنا، قاضی صاحب کے مزاج میں استغنا اور خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے زمانے کے مزاج کے خلاف وہ امراء کے یہاں آنا جانا، نذر گزارنا یا کسی بھی ذریعے سے اظہار تملق کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نواب نجیب الدولہ نے نذر پیش کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن قاضی صاحب کے مزاج کے خلاف تھا، اس لیے نہیں پیش کی، جس پر برافروختہ ہو کر نواب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحب نے ان کی پشتینی جاگیر ضبط کر لی۔ تب بھی انہوں نے واگزار کرانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ آخر نواب صاحب نے خود ہی اسے واگزار کر دیا لیکن پھر بھی کوئی اظہار تشکر وغیرہ ان کی طرف سے نہیں کیا گیا(۶)۔

وفات: قاضی محمد اعلی کی وفات بہتر سال کی عمر میں ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء کے نصف آخر میں تھانہ بھون میں ہوئی(۶)۔ سال وفات اس شعر سے برآمد ہوتی ہے: سال تاریخ وفاتش ہاتفے، جنت الاعلی لہ مثواہ گفت(۷) ان کی قبر خانقاہ اشرفیہ کی مسجد میں ہے اور کچی مٹی کی بنی ہوئی ہے(۸)

تصنیفات: قاضی محمد اعلی تھانوی کی تصنیفات میں صرف چار نام ملتے ہیں: احکام الاراضی، ہندوستان کی زمینوں کی فقہی حیثیت۔ رسالہ ذوی الارحام، یہ کتاب میراث سے متعلق ہے۔ رسالہ تکسیر واوفاق، یہ حساب سے متعلق ہے۔ حساب میں کسر اور وفق کا مسئلہ۔ اس رسالہ میں زیر بحث ہے: کشاف اصطلاحات الفنون۔ اس کتاب پر تبصرہ بعد میں آئے گا۔

ان تصنیفات کے علاوہ دو کتابوں پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ ۱۔ فتاوی حمادیہ پر حاشیہ۔ ۲۔ اقلیدس پر حاشیہ(۹)

کشاف اصطلاحات الفنون: کشاف اصطلاحات الفنون قاضی محمد اعلی کی بے نظیر تصنیف ہے۔ اس کتاب کو مشرق و مغرب میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں اس کے زمانہ تصنیف تک کے جملہ علوم وفنون کی ایک عظیم قاموس ہے۔ بعض لوگ اس کو بارہویں صدی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرار دیتے ہیں(۱۰)۔ اس کتاب کو مشہور مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے شائع کرایا ہے۔ اسپرنگر کے لیے اس کا مخطوطہ مولانا مملوک علی نانوتوی نے مہیا کیا تھا۔ یہ نسخہ خود مصنف کا تھا اور مصنف نے مفتی الہی بخش کاندھلوی کو عطیہ کیا تھا۔ اسپرنگر کے لیے مولوی کریم الدین نے ڈھائی سال کی محنت شاقہ کے بعد اس کی نقل تیار کی۔ اسپرنگ نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ذمے داروں سے گفتگو کر کے اپنی نگرانی میں اس کی تصحیح کا کام شروع کیا۔ تصحیح کا کام مولوی وجیہ الدین صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ کے سپرد تھا اور بحیثیت معاون مولوی عبدالحق اور مولوی غلام قادر تھے۔ لیکن اسپرنگر پہلے مشرق وسطی کے دورے پر گیا اور واپسی کے بعد جلد ہی اپنے وطن جرمنی چلا گیا۔ اس لیے نگرانی کا کام ولیم ناسولیس نے مکمل کروایا(۱۱)۔ کتاب سترہ اجزاء میں شائع ہوئی اور تقریباً ۱۸۵۲ء سے ۱۸۶۱ء میں جا کر مکمل ہوئی۔ اس کے بعد استنبول سے ۱۳۱۷ھ اور ۱۹۸۴ء میں قاہرہ سے، ۷۷۔۱۹۶۲ء۔ بیروت سے ۱۹۶۶ء میں تہران سے ۱۹۶۷ء میں لاہور سے ۱۹۸۹ء میں اس کے مختلف ایڈیشن شائع ہوئے۔

سبب تالیف: اس کتاب کے سبب تالیف سے متعلق مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے۔ حصول علم میں اصطلاحات کی بہت اہمیت ہے۔ اصطلاحات سے ناواقفیت کی بنا پر بعض علوم سے واقفیت مشکل ہوتی ہے اور چوں کہ اصطلاحات پر کوئی جامع کتاب مصنف کے سامنے نہیں تھی اس لیے ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جو تمام علوم کی اصطلاحات کو حاوی ہو(۱۲)۔

ترتیب کتاب: مصنف نے کتاب کو بنیادی طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم میں عربی اصطلاحات کا ذکر ہے اور دوسری میں عجمی (فارسی اور یونانی وغیرہ) کا تذکرہ ہے تاہم دوسرا حصہ صرف ۱۴ صفحات پر ۱۴۸ اصطلاحات پر مشتمل ہے۔

کتاب کو مصنف نے ابواب اور فصول میں بانٹا ہے۔ باب سے مراد ابجدی ترتیب پر اصل مادے کا پہلا حرف ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے اور فصل سے مراد آخری حرف جیسے حدیث کی تلاش ہو تو (باب الحا، فصل الثاء) میں ملے گی۔ مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ اصطلاح کو ذکر کرنے کے بعد اس کے لغوی معنی، پھر اس کی اصل اس کے بعد بحیثیت اصطلاح اس کا مفہوم واضح کرتے ہیں۔ اگر وہ اصطلاح ایک سے زائد فنون میں استعمال ہوتی ہے تو اس کی بھی فرداً فرداً وضاحت کر دیتے ہیں۔

مشتملات: کتاب کے مصنف نے کتاب کو ایک تفصیلی مقدمہ سے شروع کیا ہے۔ اس مقدمہ میں علم کی حقیقت اس کی قسام اور مختلف علوم، عقلی، نقلی، حقیقی، خیالی کا تذکرہ، محمود و مذموم کی تقسیم اور اس سلسلہ میں شریعت کا حکم وغیرہ بیان کیا ہے۔ مصنف نے درج ذیل علوم کا تذکرہ کیا ہے۔

ا۔علوم الصرف، علوم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم عروض ۲۔ علم کلام، تفسیر، قراءۃ، اسناد، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف وغیرہ ۳۔ منطق، فلسفہ (حکمت) فلسفہ کی تقسیم اس طرح کی ہے ☆۔ علم الٰہی میں امور عامہ، اثبات الحدود والجواہر، المعاد الروحانی ☆۔ علم ریاضی میں عدد، جبر و مقابلہ ہندسہ ہیئت (فلک) جمع و تفریق، مساحہ، جبر الاثقال، تقاویم، موسیقی ☆۔ علم طبیعی میں معاون، نباتات، حیوانات، طب، نجوم، علم الفراسہ، تعبیر طلسمات، کیمیا اور سیمیا ☆۔ اصول الفقہ میں۔ کلیات، تفریعات، حدود، تصدیقات، قیاس، برہان، خطابت، جدل، مغالطہ ان علوم میں فاضل مصنف نے دو ہزار سے زیادہ اصطلاحات کا تذکرہ کیا ہے۔

حواشی

(۱) قاضی محمد اعلیٰ کے اصل نام میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف صرف املا کا ہے۔ لوئس معلوم نے محمد علاء یا محمد اعلاء لکھا ہے (المنجد فی اللغۃ والاعلام) اسماعیل پاشا سرکیس نے محمد علی بن علی لکھا ہے (ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، نیز معجم المطبوعات العربیہ۔ ڈاکٹر زبید احمد نے محمد علی فاروقی) عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ) جرجی زیدان نے محمد بن علا بن علی (تاریخ آداب اللغۃ العربیہ) خیر الدین زرکلی اور عمر رضا کحالہ، نیز صلاح الدین المنجد نے محمد بن علی بن حامد۔ (اعلام۔ معجم المؤلفین۔ معجم المطبوعات العربیہ) محمد شفیق غربال نے محمد بن محمد بن احمد صابر (الموسوعہ العربیہ المیسرہ) تحریر کیا ہے اور تو اور اس سلسلہ میں مولانا ابوالکلام آزاد اور عبدالرزاق ملیح آبادی تک کو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں (آزاد کہانی آزاد کی زبانی) مزید تفصیلات کے لیے مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی کا فاضلانہ محاکمہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی مشمولہ فکر و نظر ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونی ورسٹی اسلام آباد اکتوبر، دسمبر ۱۹۸۹ء، جلد ۲۷، شمارہ ۲، ۵۵ تا ۱۲۰ (۲) فکر و نظر محولہ بالا۔ ۵۶ (۳) قاضی محمد اعلیٰ: کشاف اصطلاحات الفنون (۴) مولانا نور الحسن راشد نے کاندھلہ میں مفتی الٰہی بخش اکیڈمی میں موجود کچھ تاریخی دستاویزات کی روشنی میں یہ تحقیق پیش کی ہے۔ ملاحظہ ہو محولہ بالا مقام۔ (۵) یہ دونوں مہریں مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ کی زینت ہیں (۶) قاضی محمد اعلیٰ تھانوی، ص ۶۱ (۷) آخری مصرع کے اعداد ۱۱۸۲ھ ہوتے ہیں، لیکن مفتی الٰہی بخش نے اپنی بیاض سے یہ شعر نقل کیا ہے اور پھر خود اپنے ہاتھ سے ۱۱۹۱ھ لکھا ہے اس لیے اس کی صداقت میں تامل کی گنجائش نہیں۔ دیکھیے قاضی محمد اعلیٰ، ص ۶۴۔۶۳ (۸) ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی، ماثر حکیم الامت، مکتبہ رحمانیہ دہلی، ۲۸ (۹) قاضی محمد اعلیٰ میں یہی فہرست دی گئی ہے۔ (۱۰) کشاف اصطلاحات الفنون تہران ایڈیشن کے مقدمہ میں یہ جملہ لکھا ہے (قاضی محمد اعلیٰ تھانوی) (۱۱) قاضی محمد اعلیٰ

(۱۱) ملخصاً از کشاف اصطلاحات الفنون۔ مقدمہ

© rasailojaraid.com